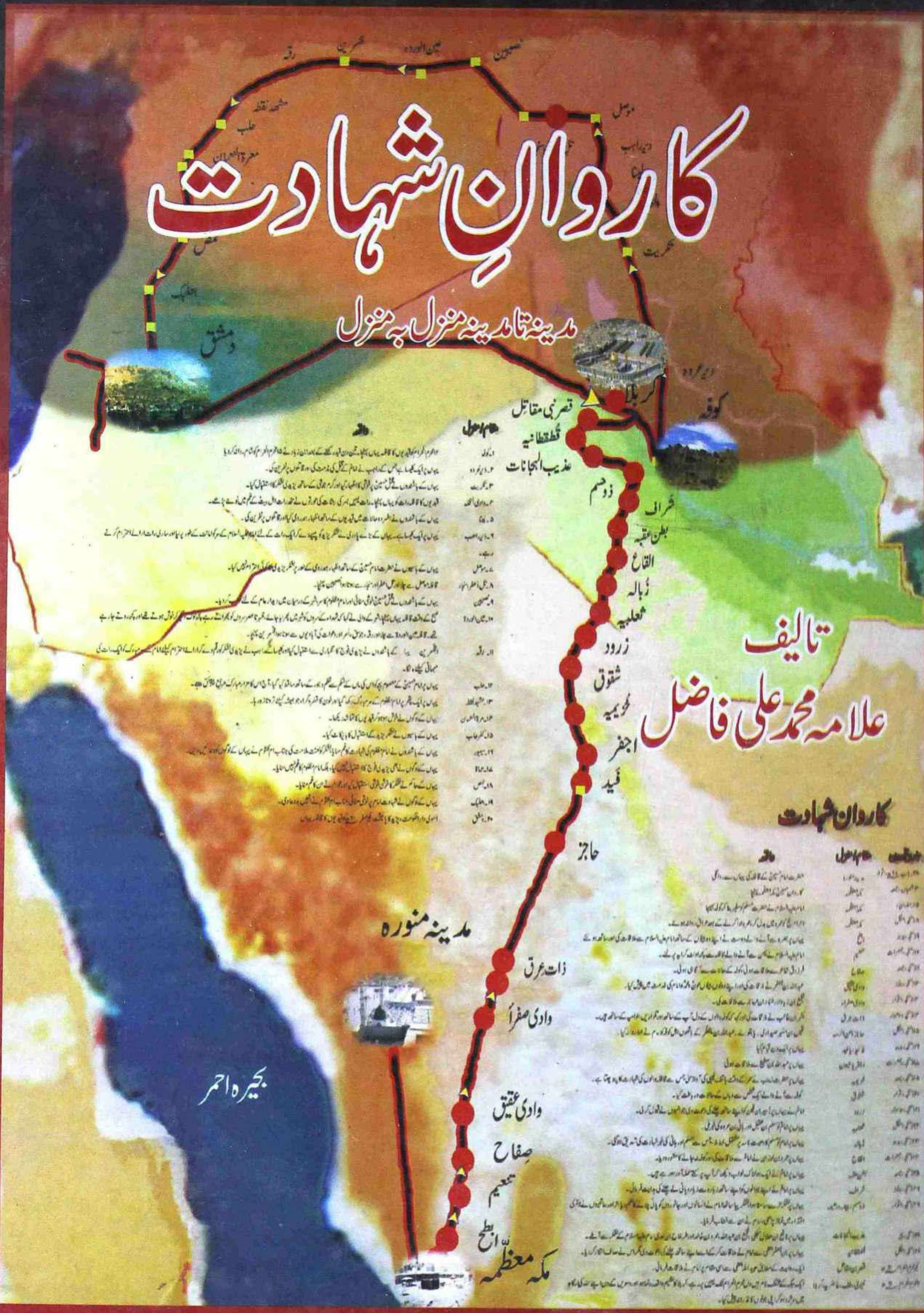


کاروانِ شہادت
مدینہ تا مدینہ منزل بہ منزل
تالیف
علامہ محمد علی فاضل
دمشق
کربلا
کوفہ
قصر بنی مقاتل
قطقطانیہ
عذیب الہجانات
ذوحسم
شراف
بطن عقبہ
القاع
زبالہ
ثعلبیہ
زرود
شقوق
خزیمیہ
اجفر
فید
حاجز
مدینہ منورہ
ذات عرق
وادی صفرا
وادی عقیق
صفاح
تنعیم
ابطح
مکہ معظمہ
بحیرہ احمر
کاروان شہادت

قال سیّد الشّہدآء ابو عبد اللہ الحسین علیہ السلام :

............اِنَّمَا خَرَجْتُ لِطَلَبِ الْاِصْلَاحِ فِی اُمَّةِ جَدِّی ....

کاروانِ شہادت

مدینہ تا مدینہ، منزل بہ منزل

HadiTV

تالیف

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ محمد علی فاضل مدظلہ العالی

ناشر:

مکتبۃ الہادی

جامعۃ الکوثر ـ اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف کتاب

نامِ کتاب: کاروانِ شہادت، مدینہ تا مدینہ، منزل بہ منزل
تالیف: حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ محمد علی فاضل
پیشکش: ہادی ٹی وی اسلام آباد مرکز
ناشر: مکتبۃ الہادی _ جامعۃ الکوثر **اسلام آباد**
تعاون: جامعہ امام جعفر صادق علیہ السلام (رجسٹرڈ)
راجن پور، پنجاب پاکستان
فنی تعاون: مہدی فاضل
ملنے کا پتہ: مکتبۃ الہادی - جامعۃ الکوثر سیکٹر H-8/2
اسلام آباد فون: 0333-6446072

اشاعت دوم: 2010ء
ہدیہ: 350/- روپے

لڑے کہ جان تک قربان کر دی اور شہادت کے عدیم المثال اور بے نظیر منصب کو حاصل کرلیا، جنگ کے دوران اپنا اور خاندان علم وسیادت اور شرافت وفضیلت کا تعارف کرایا دین الٰہی کے تحفظ کا خدائی فریضہ پورا کر کے سرخرو ہوکر اپنے اللہ کی بارگاہ میں جا پہنچے۔

عمر سعد نے اپنی ٹڈی دل فوج اور بے شمار لشکر وسپاہ کو آمادہ ہونے کا حکم دیا اور اسے مرتب کرنے لگ گیا۔

یزیدی فوجوں کی تعداد:

یہاں پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم ایک مرتبہ پھر یزیدی فوج کی تعداد اور اس کے کمانڈروں کا جائزہ لیں، تا کہ معلوم ہو کہ بہتر یا زیادہ سے ڈیڑھ پونے دوسو افراد کے ساتھ لڑنے کیلئے کتنی تعداد میں فوج جمع ہوئی اور کیا نتیجہ نکلا؟

البتہ یاد رہے کہ ہم پانچ محرم کے حالات میں بیان کر چکے ہیں کہ یزید کی ریگولر یعنی باقاعدہ فوج کی تعداد کیا تھی؟ اور یہ تعداد پانچ محرم تک تھی، جبکہ دس محرم تک اس فوج کی تعداد کچھ اس طرح تھی، جسے مورخین نے ذکر کیا ہے۔

۱۔سبط ابن جوزی کے مطابق چھ ہزار(6000)

۲۔سید ابن طاؤس کے مطابق بیس ہزار(20000)

۳۔اعثم کوفی کے مطابق بیس ہزار(20,000)

۴۔صاحب مطالب السؤل کے مطابق بائیس ہزار(22000)

۵۔علامہ مجلسی کے مطابق تیس ہزار(30000)

۶۔ابن شہر آشوب کے مطابق پینتیس ہزار(35000)

۷۔ناسخ التواریخ کے مطابق ترپن ہزار(53000)

۸ ابی مخنف کے مطابق اسی ہزار(80000)

۹۔بقول ناسخ التواریخ، بعض مورخین نے ایک لاکھ(100000)

۱۰۔بعض کے مطابق دو لاکھ(200,000)

جبکہ بعض مورخین نے ساڑھے تین لاکھ(3500000) بتائی ہے۔

اور بعض نے تو اس سے بھی زیادہ لکھی ہے اور یہ ساری فوج صرف اور صرف پونے دوسو لوگوں کے ساتھ جنگ کرنے آئی تھی۔

اس اختلاف کی کیا وجہ ہے؟ وجہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ:

''جو فوجی، حکومت وقت سے با قاعدہ تنخواہ، لباس، خوراک اور دوسرے حقوق حاصل کرتے تھے یا آج کی اصطلاح میں ''ریگولر فوجی'' تھے ان کی تعداد تو تیس سے تینتیس ہزار تھی لیکن جب ملک میں مارشل لاء ہو، ہنگامی حالات ہوں اور حکومت وقت کی طرف سے عام لام بندی کا حکم نافذ ہو چکا ہو اور یہ فرمان جاری ہو چکا ہو کہ کوئی بالغ مرد گھر میں نہ رہے، حجّام و بقّال تک سب میدانِ جنگ کا رخ کریں اور پھر یہ حکم صرف شہر کوفہ کیلئے ہی نہ ہو بلکہ پورے عراق اور شام کیلئے ہو تو ایسی صورت میں تعداد اس سے کئی گنا زیادہ بھی ہو سکتی ہے اور صحیح تعداد کا بتانا مشکل ہو جاتا ہے، لہٰذا اگر کوئی مورخ تیس ہزار یا تینتیس ہزار لکھتا ہے وہ تو باقاعدہ فوج کی تعداد بتاتا ہے، اور جو پچاس ہزار یا ساٹھ ہزار یا ایک لاکھ یا دو لاکھ یا ساڑھے تین لاکھ یا اس سے زیادہ لکھتا ہے تو وہ ملک میں نافذ مارشل لاء، ہنگامی حالات، کرفیو اور عمومی لام بندی کے پیش نظر ایسا کرتا ہے۔

اس مقام پر ہم یہ بھی بتاتے چلیں کہ کس فوجی کمانڈر کے ماتحت کتنا باقاعدہ یا ریگولر فوج تھی، ملاحظہ ہو، کتاب (ارشاد شیخ مفید، مقتل ابی مخنف، لہوف سید ابن طاؤس) کے مطابق:

عمر بن سعد چھ ہزار (6000) سنان بن انس چار ہزار (4000)

عروہ بن قیس چار ہزار (4000) شبث بن ربعی چار ہزار (4,000)

شمر ذی الجوشن سلولی چار ہزار سوار (4000) حصین بن نمیر چار ہزار (4,000)

مضایر بن رہینہ تین ہزار (3000) نصر مازنی دو ہزار (2000)

یزید بن رکاب کلبی دو ہزار (2000) کعب بن طلحہ دو ہزار (2000)

حجار بن ابجر ایک ہزار (1000) حر بن یزید ریاحی ایک ہزار (1000)

اس لحاظ سے ان لوگوں کی زیر کمان فوج کی تعداد سینتیس ہزار (37000) بنتی ہے، جس سے دوسری غیر رسمی اور عام حکم کے تحت آنے والے لڑاکے اور جنگ جو افراد کی تعداد کہیں زیادہ ہے۔

بہر حال عمر سعد نے اپنی فوج کی کچھ اس طرح ترتیب و تنظیم کی

۱۔ عمرو بن حجاج کو میمنہ لشکر کا انچارج بنایا ۲۔ شمر ذی الجوشن کو میسرہ کا

۳۔ عروہ بن قیس کو خیل لشکر کا جو لشکر کی پشت پر ہوتا ہے

۴۔ شبث بن ربعی کو پیادہ نظام کا ۵۔ عمر سعد خود کو قلب لشکر کا اور ۶۔ اپنے غلام سوید کو اس کا

علمدار بنایا جبکہ

۱۔عبداللہ بن زُہیر کو مدنیوں کا سردار ۲۔قیس بن اشعث کو، ربیعہ اور کندہ کا سردار ۳۔حر بن یزید کو تمیم اور ہمدان کا

۴۔عبداللہ بن ابی سبرہ کو مذحجی اور اسدیوں کا اس نے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کر کے خیام امام کے چاروں طرف سے محاصرے کا حکم دے دیا۔

۱۔خیام امام کے سب سے قریب تر اور آگے آگے شمشیر زن تھے ۲۔اس کے پیچھے نیزہ بردار

۳۔اور اس کے پیچھے تیسرا حصہ تیر اندازوں کا تھا

۴۔سب سے آخر میں اور سب سے پیچھے سنگ اور چوب بردار کہ جن کے پاس کوئی کاٹنے والا ہتھیار مثلاً تلوار نیزہ، تیر کمان یا چھری چاقو نہیں تھا، انہیں لاٹھیاں اور پتھر مہیا کئے گئے تھے تاکہ وہ اونچے نیچے ٹیلوں پر کھڑے ہو کر ادھر کو لاٹھیوں اور پتھروں سے حملہ کریں۔

فوجِ حسینی کی تعداد:

اسی طرح امام کم سپاہ نے بھی اپنی عدیم النظیر اور بے مثال فوج کو باقاعدہ طور پر مرتب کیا، چنانچہ:

۲۔میمنہ پر زہیر بن قین کو ۲۔میسرہ پر حبیب بن مظاہر کو متعین فرمایا اور ۳۔قلب لشکر خود سنبھالا اور سارے لشکر کا علمدار اور سپہ سالار سرکار وفا ابوالفضل العباس بن امیر المومنینؑ کو مقرر فرمایا۔

دونوں فوجوں کا تقابل آپ نے ملاحظہ فرمایا، اب دیکھنا یہ ہے کہ فوج ک افرادی قوت میدان جنگ میں لڑتی ہے یا ایمانی قوت سے؟

حقیقت یہ ہے کہ میدانِ جنگ میں سب سے زیادہ اہمیت جس چیز کو حاصل ہے وہ ہے انسان کا قوی نظریاتی جذبہ، یا جسے آپ ایمانی قوت کے ساتھ بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔

تاریخ عالم میں آپ کو کہیں نظر نہیں آئے گا کہ دو مخالف فوجیں آمنے سامنے ہوں، طرف ڈیڑھ پونے دو سو افراد ہوں اور دوسری طرف کم از کم تیس ہزار آزمودہ کار جنگ جو اور باقاعدہ رسمی فوج ہو، جبکہ غیر رسمی فوج کا تو حساب وشمار ہی نہ ہو۔

پھر پونے دو سو بھوکے پیاسے انسانوں کا جذبہ جوان اور ناقابلِ قیاس ہو، حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ بھوکے پیاسے قلیل تعداد کے افراد اس قدر فوج کو دیکھ کر ہی زندگی کی بازی ہار جائیں یا کم از کم

حوصلے ہار کر ان کے سامنے ہتھیار ڈال دیں اور دشمن کے قیدی بن جائیں لیکن:

کیا کہنے، حسینؑ! تیرے پاک طینت اصحاب اور باوفا انصار کے

کہ دشمن کی بے شمار فوج دیکھ کر نہ تو ان کے حوصلے پست ہوئے، نہ ہمت ہاری نہ ہتھیار ڈالے اور نہ قیدی بنے، بلکہ تین دن کی بھوک و پیاس کے عالم میں دشمن کے ساتھ ایسے جم کر لڑے کہ چشم فلک نے آج تک ان جیسے سورما نہ کبھی دیکھے نہ دیکھے گی۔

سپاہ یزید کی پیش قدمی:

(کتاب تاریخ طبری، کامل ابن اثیر، ارشاد شیخ مفید ص ۲۳۴، مقتل خوارزمی جلد ا، اور طبقات ابن سعد میں ہے کہ) سپاہ یزید نے عمر بن سعد کی سرکردگی میں خیام امام حسین علیہ السلام کا رخ کیا اور خیام کے چاروں طرف سے ان کا محاصرہ کر لیا، جب آگے بڑھے تو خیموں کے اردگرد خندق کھدی دیکھی جس میں آگ روشن تھی، شمر بن ذی الجوشن ملعون نے جس کا نام شُرَحْبیل بن عمرو بن معاویہ تھا اور بنی عامر سے اس کا تعلق تھا، امامِ مظلوم پر آوازہ کستے ہوئے کہا: ''اے حسینؑ! (نعوذ باللہ) قیامت آنے سے اور دوزخ جانے سے پہلے آگ کا استقبال کر رہے ہو؟''

اس منہ پھٹ کمینہ فطرت کی آواز سن کر جوانانِ جنت کے سردار حسین علیہ السلام نے فرمایا: ''یہ کون ہے؟ گویا شمر بن ذی الجوشن ہی ہوگا!''

جواب ملا ''جی ہاں وہی ہے'' تو فرزند حیدر کرارؑ نے جلال میں آ کر فرمایا:

''او بدکردار چرواہا ماں کے بیٹے! تو ہی آتشِ جہنم کے زیادہ سزاوار ہے'' اسی اثنا میں جناب مسلم بن عوسجہ نے تہیہ کر لیا کہ اس ملعون کو اپنے تیر کا نشانہ بنا کر اس کا کام اسی جگہ پر تمام کر دے، مگر امام علیہ السلام نے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا۔

مسلم نے عرض کی:

''آپ اجازت دیں کہ ظالموں کے اس سرغنہ فاسق شخص کو یہیں پر ہی ڈھیر کر دوں کہ یہ بہترین فرصت کا موقع ہے''

امامؑ نے فرمایا:

''نہ! میں نہیں چاہتا کہ ان ظالموں سے ہم ہی آغازِ جنگ کریں''